Langat Singh College, Muzaffarpur

NAAC Grade – 'A'

(A Constituent unit of B.R.A. Bihar University, Muzaffarpur)

H.O.D.
PG Deptt of Urdu

Email:
lscollegeprincipal@gmail.com

Ref. No.:..........

Date : 18-05-2020

B. A (Part II) Urdu Hons

Paper - III

Topic – Lenin Khoda Ke Hozur mae

Dr Zarina Rahman
Associate Professor
Deptt of Urdu. L.S. College. Muzaffarpur

Contact No - 933494O186

Contact day and time –

Tue, Thus - 11 AM to 1 P.M

Zarina Rahman
18.05.2020

"لینن خدا کے حضور میں"

لینن کارل مارکس کا پیرو اور اشتراکیت کا عظیم رہنما تھا جس نے مارکس کے اشتراکیت کے اصول کو روس میں عملی شکل دی۔ اس کا خدا کے حضور میں ہونا تعجب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے اس نظم کا عنوان دیکھ کر ہی قاری کس قدر شش و پنج میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ لیکن نظم کے مطالعے سے یہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ خدا کے وجود کا منکر مذہب سے باغی یہ اشتراکی رہنما بالآخر موت کا شکار ہو تا ہے۔ اور روحانی دنیا میں خدا کے حضور میں نظر آتا ہے۔ یہ بات جاننے کے بعد قاری کی حیرت باقی نہیں رہتی کیونکہ روحانی دنیا میں روحوں پر مادی حقیقتیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔

لینن خدا سے کہتا ہے کہ تو وہ ہے جسکی نشانیاں جاندار چیزوں اور تمام آفاق میں نمایاں ہیں۔ تیری ذات تیرا وجود زندہ و پائندہ ہے اگر میں دنیاوی زندگی میں تجھ پر ایمان نہیں لایا، تیرے وجود کو تسلیم نہیں کر سکا تو اسکی وجہ یہ تھی کہ عقل رہنمائی سے قاصر رہی۔ عقلمندوں کے نظریے ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ فطرت نے جو ازلی نغمہ چھیڑا ہے اس میں جو روح کارفرما ہے۔ اسکا بھید ستارہ شناسوں کو علم نباتات کے عالموں پر نہیں کھلتا۔ فلسفی اور سائنس دان اپنے تمام علم کے باوجود تیرے وجود کی حقیقت سے واقف نہیں ہوئے۔ لیکن میں راجہ جہاں، آج میں تجھے جان گیا ہوں وہ ساری حقیقتیں جو نظروں سے اوجھل تھیں

اور جس میں کلیسا والوں نے خرافات سمجھا تھا آج منکشف ہو گئی ہیں۔ تو یہ
شر او جود ہے، بشری فطرت اس قصور سے بابلد ہے کہ تو زمانہ کا خالق
ہے۔ انسان شر کے سامنے مجبور ہے مقہور ہے۔ انسان جنون اور وحشت کے
شکنجوں میں گرفتار ہے۔ خدا کے حضور میں اپنی غلطیوں کا اعتراف اور خدا
کی عظمت پر ایمان کا اظہار کرنے کے بعد لیکن خدا سے کچھ باتیں دریافت کرنے
یعنی کا ایک سوال یہ ہے کہ اگر تو ہی سب کا معبود ہے، مغربی
پرستش کون لوگ کرتے ہیں، جہاں تک مشرقی زمین یعنی دنیا والوں کا
سوال ہے وہاں تو وہی قسم کے انسان بستے ہیں۔ مشرق والے
اہل مغرب کی پوجا کرتے ہیں اور مغرب والے محض معروضات کی
دولت کے پجاری ہیں۔ مغرب بظاہر بہت ترقی کر چکا ہے۔ لیکن حقیقت
تو یہ ہے کہ یہ وہ ظلمات ہے کہ جس میں آب حیات کا کوئی چشمہ نہیں ہے۔
مادی حسن، چمک دمک اور صفائی کے لحاظ سے گرجوں کی عمارتیں اور
بینک کی عمارتیں عالیشان ہیں۔ تجارت کے نام پر سٹے بازی ہوتی ہے
ایک شخص کو سود ملتا ہے لیکن لاکھوں موت کی گھاٹ اتر جاتے
ہیں۔ یعنی علم، حکمت، تدبیر اور حکومت کی برائیاں بیان کرتے
مغربی سامراج انسانوں کا لہو بھی پی رہے ہیں۔ آج ہر جگہ جہالت
غربت، برہنگی اور شراب، پھر فرنگی تہذیب کی یہ کامیابی کیا کم ہے۔
ظاہر ہے کہ جو تہذیب روحانی فیض سے محروم ہو اسکے کمال
کی حد برق اور بجلی ہی ہو سکتی ہے۔ مشینوں کی حکومت ہے اور اس

نے مروّت اور ہمدردی کے جذبات کو مشکل کر دیا ہے۔ کچھ کہنا اسکا یہ نہ
جننا چاہیے کہ تقدیر کے خالق خدا کی حکمتوں نے مغربی چالوں کو ناکام
بنا دیا ہے۔ مغربی تہذیب کے تنزل یا زوال کے آثار ظاہر ہیں۔
مغربی دانشور متردد ہو رہے ہیں۔ آج کسی کے چہرہ پر فطری تازگی
اور بشاشت نہیں ہے۔ شام کے وقت گالوں پر جو سرخی نظر آتی
ہے یہ دل کی امنگ اور محبت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ شراب نوشی کا
نتیجہ ہے یا غازہ کا۔ اے خدا تو بڑی طاقتوں والا ہے، انصاف
ہے۔ لیکن تیری دنیا میں ان لوگوں کی زندگی بڑی تلخ ہے جو محنت بر گزار
کر لیتے ہیں۔ دولت کی پرستش کا یہ جہاز آخر کب ڈوبے گا۔
تیری دنیا تیرے انتقام اور روزِ جزا کی منتظر ہے

اس نظم میں ایک عظیم یورپی سیاست دان ایک ترقی
یافتہ و متمدن قوم کے رہنما کی زبان سے یورپی تہذیب پر کڑی
تنقید کی گئی ہے۔ لینن نے خدا کے سامنے جو شہادت دی ہے
وہ شہادت درحقیقت اقبال کی مغربی ملکوں پر تنقید ہے۔
آخر اس تہذیب نے سائنسی ترقیوں کے بلند آہنگ دعووں
کے باوجود انسانیت کو کیا دیا۔ کچھ لوگ عیش و عشرت میں محو ہیں
اکثریت فقر و فاقہ میں مبتلا ہے۔ سرمایہ دار عیش کرتے ہیں۔
مزدور بدحال ہیں۔ حالانکہ نعمتیں خدا کی ہیں یا ملک خدا کا
ہے کوئی وجہ نہیں کہ خدا کے کچھ بندے اپنی من مانی کریں ان

نعمتوں پر قابض ہو جاتی اور اکثریت ان مصیبتوں میں مبتلا ہے۔ لیکن یورپ کے لادینی تمدن نے یہاں بھی یہی صورت حال پیدا کر دی ہے۔

یہ نظم شروع سے آخر تک ڈرامائی تاثر پیدا کرتی ہے۔ اور پوری نظم کی فضا ہمارے ذہن نشین گہرا ہو جاتی ہے اور اسے پڑھ کر قاری موجودہ دنیا کی پوری قدروں سے دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔